یہودیت میں نسلی امتیاز اور انتہا پسندی کا تصور
(تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

The concept of racial discrimination and extremism in Judaism: Analytical and critical study

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی[1]

ڈاکٹر عابدہ پروین[2]

ABSTRACT

The concept of ethnic distinction and class division in Judaism, analytical and critical view the present article gives a research and critical view and analysis of the self made concept and idea of the Jews on the ethnic distinction and class division. It is a fact that the Jewish extremism, intolerance, ethnic distinction and class division with reference to all religions has a particular eminence. Their whole history and religious literature by themselves are the witness to it. It is proved in this research based article, thorough review of the concept of the Jews, making an extensive case of the old and new sources, and relative books on the topic available, that the Jewish ethnic distinction and class division and concept is the real base of the extremism and intolerance. It is their religious literature which is based on the self made concept and its teachings.

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا کی اصلاح کی سب سے زیادہ امید اس قوم سے کی جاسکتی ہے، جو حضرت نوح علیہ السّلام کے بعد ان کی اولاد میں سب سے پہلے وحی الٰہی کی امانت دار بنی، اسی لیے قرآن نے ان سے کہا: ''وَلَاتَکُوْنُوْا اَوَّلَ کَافِرٍ بِہٖ''(۱)

اور سب سے پہلے تم ہی پیغامِ الٰہی کے منکر نہ بنو، مگر یہ قوم سخت جان ہونے کے ساتھ ساتھ سخت دل بھی ثابت ہوئی۔ اس نے مختلف زمانوں میں اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا، انہیں تکلیفیں دیں، بلکہ قتل تک کر ڈالا، حضرت موسیٰؑ اور ان کے بعد کوئی پیغمبر ایسا نہ ہوگا، جس نے ان کی سنگ دلی کا ماتم نہ کیا ہو اور ان کی سرکشی پر ان کے حق میں بددعا نہ کی ہو۔ ان کی سرکشی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے انبیاءؑ کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ قرآنِ کریم کا بیان ہے:

---

[1] صدر شعبہ قرآن و سنہ ڈائریکٹر سیرت چیئر، وفاقی اردو یونیورسٹی عبدالحق کیمپس، کراچی

[2] ایسوسی ایٹ پروفیسر ایکٹنگ ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

"وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ، ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ۔"(۲)

اور وہ ناحق پیغمبروں کو قتل کرتے ہیں، اس لیے کہ وہ نافرمان اور حد سے بڑھنے والے ہیں۔

''سورۂ آلِ عمران'' میں اس سے بھی بڑھ کر ہر حق کے داعی اور خیر کے مبلّغ کے قتل کر دینے کا الزام بھی ان پر بجا ہے: "اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔"(۳)

بے شک، وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور پیغمبروں کا ناحق قتل کرتے اور ہر اس شخص کی زندگی کے دشمن بن جاتے ہیں، جو انہیں انصاف اور نیکی کا حکم دیتے ہیں، تو انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دیجیے۔

سورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران میں یہودیوں کی سرکشی اور ان کے ایک ایک عیب کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ ان کی مذہبی انتہا پسندی، سنگ دلی اور تعصب کا سب سے دردناک سانحہ وہ ہے، جو اسلام کی آمد سے ۵۰، ۶۰ برس پہلے یمن میں پیش آیا کہ یہودیوں نے نجران کے عیسائیوں کو گڑھوں میں آگ جلا کر ان میں جھونک دیا۔ قرآنِ کریم نے اس مذہبی انتہا پسندی اور ظلم و تشدد پر مبنی پُردرد داستان کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے: "قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ وَّمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ"(۴)

گڑھے والے لوگ مارے گئے، بھڑکتی آگ کے گڑھے، جب وہ ظالم ان کے کنارے بیٹھے ایمان والوں کے ساتھ جو کر رہے تھے، اسے دیکھ رہے تھے، ان کا گناہ یہی تھا کہ وہ غالب اور خوبیوں والے خدا پر ایمان رکھتے تھے۔

یہودیوں کی مذہبی تاریخ جبر و تشدد، قتل و غارت گری اور مذہبی انتہا پسندی سے عبارت ہے۔ متعدد انبیائے کرامؑ کو انہوں نے قتل کیا، حضرت عیسیٰؑ اور خود رسولِ اکرم ﷺ کے قتل کی کوششوں میں وہ پیہم مصروف رہے۔ ان کی انتہا پسندی اور سرکشی اس درجے عروج پر تھی کہ وہ باہم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ مختلف قبائل اور مختلف فرقوں کے افراد باہم دست و گریباں رہتے۔ بعثتِ نبویؐ کے وقت ان کی انتہا پسندی اس درجے عروج پر تھی کہ وہ ایک دوسرے کے وجود تک کو برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔ آپس میں قتل و خوں ریزی کا بازار ان میں گرم تھا۔ ایک طاقت ور قبیلہ دوسرے کم زور قبیلے کو قتل اور بے گھر کر دیتا تھا۔(۵)

قرآن نے ان کے متعلق اس طرح بیان کیا ہے: "ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"(۶)

پھر تم ہی لوگ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرتے اور ایک گروہ کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو، ان کے برخلاف گناہ اور ظلم سے مدد کرتے ہو۔ ان تمام باتوں کے باوجود انہیں اپنے اوپر اتنا زعم تھا اور مذہبی انتہا پسندی میں وہ اتنا آگے تھے کہ انبیاءؑ کی اولاد ہونے کے ناطے وہ یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ:

"نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ۔"(۷)

ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پسندیدہ ہیں۔ ساتھ ہی انہیں یہ دعویٰ بھی تھا کہ: "وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً۔"(۸)

اور انہوں نے کہا کہ ہمیں دوزخ کی آگ ہرگز نہیں چھوئے گی لیکن چند روز۔

''تالمود'' یہودیوں کے نزدیک بڑی مقدس کتاب ہے، تورات سے بھی زیادہ اس کی اہمیت تسلیم کی جاتی ہے، یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر ان کے ''حاخاموں'' (علمائے یہود) کے ملفوظات کی کوئی بے حرمتی کرے تو وہ سزائے موت کا مستحق ہے۔ بلکہ ان کے ہاں یہ جائز نہیں کہ کوئی یہودی صرف تورات پر اکتفا کرے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ تالمود کی روشنی ہی میں تورات کو سمجھے۔(۹)

''تالمود'' میں تحریر ہے کہ ''یہودیوں کی روحیں تمام جانداروں کی روحوں سے ممتاز ہیں، وہ (نعوذ باللہ) اللہ کا جزو ہیں، جیسا کہ بیٹا باپ کا جزو ہوتا ہے، دیگر انسانوں کی روحیں شیطانی ہیں اور حیوانوں کی روحوں سے مشابہ ہیں۔''(۱۰۔الف)

''تالمود'' میں یہ تعلیم بھی ملتی ہے کہ: ''جنت صرف یہودیوں کا حق ہے، جب کہ جہنم عیسائیوں، مسلمانوں اور تمام منکروں کے لیے ہے۔''(۱۰۔ب)

یہ تعلیم بھی دی گئی کہ: ''ہر یہودی کو اس کی کوشش کرنی چاہیے کہ دنیا کی دیگر قوموں کی حکومت باقی نہ رہے، تا کہ دنیا پر صرف یہودیوں کا غلبہ ہو۔''(۱۱)

''تالمود'' میں یہ بھی کہا گیا کہ ''دنیا یہودیوں کی ملکیت ہے، انہیں ہر چیز پر تسلط کا حق حاصل ہے۔''(۱۲)

یہودیوں کے نسلی تفاخر اور مذہبی برتری کے حوالے سے ''تالمود'' میں یہ تعلیم ملتی ہے کہ:

''اسرائیلی خدا کے نزدیک فرشتوں سے افضل ہے، اگر کوئی غیر، اسرائیلی کو مارتا ہے، تو وہ خدا کی عزت پر حملہ آور ہوتا ہے اور وہ سزائے موت کا مستحق ہے، اگر یہودی نہ ہوتے تو زمین میں برکت نہ ہوتی، یہودیوں اور دیگر لوگوں میں فرق ایسا ہی ہے جیسا کہ انسان اور حیوان میں (یہودیوں کے علاوہ) دیگر لوگ کتّے ہیں......مزید کہا گیا کہ جو یہودی نہیں، وہ گدھا ہے، دنیا کی تمام اقوام جانوروں کے باڑوں کی طرح ہیں۔(۱۳)

''تالمود'' میں یہ بھی کہا گیا کہ: ''ہم (یہودی) خدا کے منتخب کردہ ہیں، دنیا کی قومیں ہماری خدمت کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔'' (۱۴)

علاوہ ازیں ''تورات'' میں مذہبی انتہا پسندی کے حوالے سے جو تعلیمات ملتی ہیں، وہ درج ذیل ہیں: (۱۵)

☆ جب خداوند تیرا خدا انہیں تیرے قبضے میں کر دے، تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر......ان قوموں کے شہروں میں جنہیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے۔ کسی چیز کو جو سانس لیتی ہو، جیتا نہ چھوڑیو۔ (استثناء ۲۰، ۱۳، ۱۶) ☆ خداوند نے ساؤل کو حکم دیا: سو تو اب جا اور عمالیق کو مار اور جو کچھ ان کا ہے، یک لخت حرم کر (قتل کر) اور ان پر رحم مت کر، بلکہ مرد اور عورت اور ننھے بچّے اور شیر خوار، بیل، بھیڑ اور اونٹ اور گدھے تک سب کو قتل کر۔(۱۶)

☆ تورات کے مطابق خدا کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو حکم ملتا ہے: ''جب کہ خداوند تیرا خدا انہیں تیرے حوالے کر دے تو، تو انہیں مار اور حرم کر، نہ تو ان سے کوئی عہد کر اور نہ ان پر رحم کر۔(۱۷)

جرمن محقق ڈاکٹر اریک بیسکوف (Dr.Erich Bischof) جو یہودیت پر مطالعہ و تحقیق کے حوالے سے اتھارٹی مانے جاتے ہیں، وہ ایک یہودی مصنف کی کتاب (Thkume Zohar) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''یہودیوں کے نزدیک دین و مذہب کا حکم یہ ہے کہ غیروں کو (غیر یہودیوں کو) قتل کیا جائے، ان کے اور جانوروں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، یہ قتل شرعی طریقے پر ہونا چاہیے، جو لوگ یہودی مذہب اور یہودی قانون کو نہیں مانتے، انہیں خدائے اعظم کے حضور بھینٹ چڑھا دینا چاہیے۔(۱۸)

گریٹر اسرائیل کے عالمی صیہونی منصوبے کی خفیہ دستاویز ''یہودی پروٹوکولز'' پروٹوکول ۱۴ میں تحریر ہے:

''جب ہم (یہودی) اپنی سلطنت میں داخل ہوں گے تو اپنے مذہب کے علاوہ کسی مذہب کو برداشت نہیں کریں گے، خدا کی محبوب قوم کی حیثیت سے ہمارا مقدر خدائے واحد کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے اور اسی کے واسطے سے ہماری تقدیر دنیا کی دوسری اقوام کی تقدیر سے وابستہ ہوئی ہے۔ ہمیں ایمان اور اعتقاد کی دوسرے تمام (دیگر مذاہب) کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا ہوگا۔''(۱۹)

یہودی اس نظریے کے حامل ہیں کہ طاقت اور فریب کاری سیاسی میدان میں خصوصی طور پر کارآمد چیزیں ہیں، ان کے ذریعے دوسروں کو ہمنوا بنانے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ یہ ''یہودی پروٹوکولز'' کا بنیادی تصور ہے، چناں چہ گریٹر اسرائیل کے عالمی صیہونی منصوبے کے پروٹوکول نمبر (۱) میں یہ تحریر ہے:

''سیاسی امور میں طاقت ایک کارگر حربہ ہے، بشرطیکہ اسے ہوشیاری اور دبیز پردوں میں ملفوف کر کے استعمال کیا جائے، دہشت و بربریت کے ذریعے اپنے مخالفوں کو راہِ راست پر لایا جا سکتا ہے، دوسروں کو دغا دینے اور بے وقوف بنانے میں بھی کسی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے اگر رشوت، دغا و فریب نیز غداری و بے وفائی کے حربوں سے کامیابی حاصل ہو سکے تو ان کے استعمال سے قطعاً گریز نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کسی کی جائیداد چھین کر اسے اطاعت و فرماں برداری پر مجبور کیا جا سکتا ہو اور اقتدار پر قبضہ کرنا ممکن ہو تو کسی پس و پیش کے بغیر ایسا کر گزرنا چاہیے۔''(۲۰)

نامور عیسائی محقق اور یہودیت پر گہری نگاہ رکھنے والے دانشور William Gri Mstad اپنی کتاب "Antizion" میں لکھتے ہیں:

''مذہبی تعصب، تنگ نظری، قومی تفاخر، نسلی غرور اور برتری کے پندار میں مبتلا یہودی دیگر مذاہب اور دنیا کی دوسری قوموں کو کس نظر سے دیکھتے تھے، اس کا بخوبی اندازہ محض اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ مختلف اخلاقی اور تمدنی احکام میں اسرائیلی اور غیر اسرائیلی کے درمیان فرق کرتے تھے۔ ایک ہی برتاؤ اسرائیلی کے ساتھ ناجائز، مگر غیر اسرائیلی کے ساتھ جائز تھا۔ مثلاً خود بائیبل میں صراحت ہے کہ ''اگر ایک شخص نے دوسرے کو قرض دیا ہو تو سات سال گزر جانے پر اسے معاف کر دے، البتہ وہ پردیسی سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح اس میں یہ حکم بھی ہے کہ ''تو پردیسی کو سود پر قرض دے تو دے، باپ بھائی کو سود پر قرض نہ دینا۔ یہودیوں کی مذہبی کتاب ''تالمود'' میں اس قسم کی تعلیمات ملتی ہیں مثلاً:

☆ ......''جو فرق انسان اور حیوان میں پایا جاتا ہے، ویسا ہی فرق یہود اور دیگر قوموں کے درمیان ہے۔''

☆......''یہود کے علاوہ دیگر لوگ کتوں، گدھوں اور خنزیروں کی مثل ہیں۔ ان کی روحیں ناپاک ہیں۔''

☆......''غیر یہودی کسی ہمدردی کے مستحق نہیں ہیں۔ انہیں دھوکہ دینا، ان سے جھوٹ بولنا، ان کے ساتھ منافقت کا برتاؤ کرنا یہود کے لیے جائز ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ کے بھی دشمن ہیں اور ان کے بھی۔''

☆......''دنیا اور اس کی تمام چیزیں یہود کی ملکیت ہیں۔ اللہ نے انہیں ان پر تسلط بخشا ہے اور تصرفانہ حقوق عطا کیے ہیں۔''

☆......''غیر یہودیوں کے مال کی حیثیت متروک کی ہے۔ یہود میں سے جس کے بھی ہاتھ لگے، وہ اس کا مالک ہے۔''

☆......''یہود کے اموال کو چرانا جائز نہیں۔ جہاں تک غیر یہود کے اموال کا تعلق ہے، ان کی چوری کی جا سکتی ہے۔''

☆......''یہودی کے ساتھ خرید و فروخت میں دھوکہ دینا جائز نہیں، البتہ غیر یہودی کو دھوکہ دینے اور اسے دیے گئے قرض پر بھاری سود وصول کرنے کی اجازت ہے۔''

☆......''اگر کسی اسرائیلی اور غیر اسرائیلی کا مقدمہ تمہارے پاس آئے تو اگر اسرائیلی شریعت کے مطابق تم اپنے اسرائیلی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتے ہو تو ویسا ہی کرو اور کہہ دو کہ یہ ہمارا قانون ہے اور اگر ایسا غیر یہودی قانون کے ذریعے کر سکتے ہو تو اسی طرح اسے فائدہ پہنچاؤ اور غیر اسرائیلی سے کہہ دو کہ یہ تو تمہارا قانون ہے اور اگر دونوں قوانین سے اسرائیلی کو فائدہ پہنچانا ممکن نہ ہو تو پھر حیلے اور فریب سے کام لو، تاکہ بہرحال مقدمے کا فیصلہ اسرائیلی کے حق میں ہو۔(۲۱)

یہودیوں کی اہم مذہبی کتاب "The Talmud Unmasked" جو عرصۂ دراز تک خفیہ رکھی گئی، یہ ان کی مذہبی اور اہم تاریخی کتاب ہے، اس کے مطالعے سے یہودیت جنگ کے قوانین اور یہودیوں کے عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے بارے میں خیالات کا پتہ چلتا ہے، نیز اس سے ان کی تنگ نظری، مذہبی جنون، انتہا پسندی اور اپنے مخالفین کے بارے میں ان کے نظریات اور مذہبی تعلیمات کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ذیل میں ''تالمود'' سے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں:

☆......تمام عیسائی خواہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں، ہلاک کر دیے جائیں۔

عبدزارا((26,B Tosephoth کہتی ہے: ''سب سے بہتر عیسائی کو بھی قتل کر دینا چاہیے۔''

☆......عیسائی کو قتل کرنے والا یہودی گناہ گار نہیں ہے، بلکہ وہ خدا کو ایک قابلِ قبول قربانی پیش کر رہا ہے۔

Sepher Or Israel (177b) میں ہدایت کی گئی ہے:

''Kliphoth کی زندگی چھین لو اور انہیں قتل کر دو۔ اس طرح تم خدا کو خوش کرو گے، بالکل اسی طرح جیسے خدا کو خوشبو پیش کی جاتی ہے۔''

اسی طرح (245c-n772) Ialkut Simoni میں لکھا ہے:

''ہر وہ شخص جو کسی ناپاک (مخالف) فرد کا خون بہاتا ہے، وہ خدا کے نزدیک اتنا ہی قابلِ قبول ہے، جتنا وہ شخص جو خدا کے حضور قربانی پیش کرتا ہے۔''

☆ ٹیمپل (عبادت گاہ) کی تباہی کے بعد صرف ایک ہی قربانی کی ضرورت ہے اور وہ ہے عیسائیوں کی تباہی۔

(۱) ظہر (III,227b) میں Good Pastor بیان کرتا ہے:

''صرف ایک ہی قربانی مطلوب ہے، یعنی یہ کہ ہم اپنے اندر سے ناپاکوں کو علیحدہ کر دیں۔''

(۲) ظہر (II, 43a) میں حضرت موسیٰ کے اس تصور کو کہ اوّلین پیدائش گدھے کی نجات کے لیے ایک بھیڑ کی پیشکش کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ:

''گدھے سے یہاں غیر یہودی مراد ہیں، جن سے نجات پانے کے لیے بھیڑ کی پیشکش کرنی چاہیے، جو اسرائیل کی گمشدہ بھیڑ ہے، لیکن اگر وہ قتل ہونے سے انکار کر دے تو اس کا سر توڑ دو۔ زندہ لوگوں میں سے انہیں خارج کر دینا چاہیے، کیوں کہ ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ جو میرے خلاف گناہ کرتا ہے، میں اس کی زندگی ہی چھین لوں گا۔''

☆ عیسائیوں کو قتل کرنے والے جنت میں اعلیٰ مقام پائیں گے۔

ظہر (1,38b اور 39a) میں کہا گیا ہے:

''چوتھی جنت میں وہ لوگ ہوں گے، جنہوں نے Sion اور یروشلم کا نوحہ پڑھا تھا اور وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے بُت پرست قوموں کا خاتمہ کیا اور وہ لوگ جنہوں نے بُت پرستوں کو قتل کیا۔ وہ وہاں ارغوانی (لال نیلی ملی ہوئی) پوشاک پہنے ہوئے ہوں گے اور انہیں عزت کا مرتبہ ملے گا، نیز وہ دُور ہی سے شناخت کر لیے جائیں گے۔''

☆ اس میں تعلیم دی گئی کہ: یہودیوں کو عیسائیوں کو مٹا دینے کے عمل سے کبھی نہیں رکنا چاہیے۔ وہ انہیں نہ تو کبھی امن کی حالت میں رہنے دیں اور نہ ان کے آگے عاجزی کریں۔

Hilkhoth Akum (X,I) میں ہدایت کی گئی ہے:

(۱) ''بُت پرستوں کے ساتھ کبھی نہ کھاؤ اور نہ انہیں بُتوں کی پرستش کی اجازت دو۔ کیوں کہ لکھا ہوا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ کرو اور نہ ان کی خاطر رحم کا کوئی جذبہ پیدا کرو، Deuter, ch 7,2 یا تو انہیں اپنے بُت کی جانب سے پھیر دو یا انہیں قتل کر دو۔''

(۲) Ibidem (X,7) میں درج ہے:

''ان مقامات پر جہاں یہودی مضبوط ہیں، کسی بُت پرست کو رہنے کی اجازت نہ دی جائے۔''

☆ اپنے درمیان سے غداروں کو تباہ کرنے کے لیے سارے یہودیوں کو متحد ہو جانا چاہیے۔

Choschen Hamm (38,16) میں ہدایت دی گئی ہے کہ: ''شہر کے تمام باسیوں پر لازم ہے کہ وہ غدار کو قتل کرنے کے خرچ میں تعاون کریں، خواہ وہ پہلے ہی دوسرے ٹیکس کیوں نہ دے رہے ہوں۔''

☆ تعلیم دی گئی کہ: کوئی بھی تہوار، خواہ وہ کتنا ہی سنجیدہ ہو، تمہیں عیسائی کا سر اڑانے سے باز نہ رکھے۔

Pesachim (49b) میں کہا گیا ہے:

''ربی ایلزر نے کہا صلیب کے دن ''احمق'' کا سر کاٹنے کی تمہیں اجازت دی گئی ہے، خواہ وہ سبت کے دن ہی کیوں نہ واقع ہو۔ اس کے ماننے والوں نے اس سے کہا، ربی آپ کو تو بلکہ قربانی کا حکم دینا چاہیے، اس نے جواب دیا، ہرگز نہیں، کیوں کہ قربانی کے لیے تو نماز پڑھنا بھی ضروری ہے، لیکن سر کاٹنے کے موقع پر نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ یہ بھی تحریر ہے کہ: یہودیوں کے تمام اعمال اور نمازوں کا ایک ہی مقصد ہونا چاہیے کہ عیسائیوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔(۲۲)

اٹھارویں صدی عیسوی کے نامور فرانسیسی فلسفی اور مصنف وولٹیئر (Voltair) نے یہودیوں کی فطرت اور ذہنیت کی عکاسی کرتے ہوئے بجا طور پر لکھا ہے:

''یہودی قوم دیگر اقوام سے نا قابل مصالحت نفرت کا اظہار کرنے کی جرأت کرتی ہے، ہمیشہ سے توہم پرست یہ قوم دوسروں کی خوش حالی کو حریصانہ نگاہ سے دیکھتی ہے۔ ہمیشہ کی وحشی، غربت میں بجھ جانے والی اور خوش حالی میں گستاخ۔''(۲۳)

''عہد نامہ قدیم'' میں مندرجہ ذیل نوع کی ہدایات و تعلیمات بآسانی دیکھنے کو ملتی ہیں:

☆ بنی اسرائیل (اسرائیلی) خدا کی طرف سے باقی لوگوں کی نسبت منتخب قوم ہیں۔

☆ اسرائیلیوں کو تمام دوسرے لوگوں پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے اور خدا نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ایک دن وہ ساری دنیا پر اقتدار اور حکمرانی کریں گے۔

☆ اسرائیلیوں کو (خدا کی جانب سے) حکم دیا جاتا ہے کہ دنیا کے جس حصے میں بھی وہ آباد ہونا چاہیں، وہاں کے تمام لوگوں کو قتل کر دیں اور یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ ان بدیسی قوموں کے تمام افراد کو ہلاک کر دیں جو ان کی غلامی قبول نہیں کرتیں۔(۲۴)

یہودیوں میں نسلی برتری، قومی و مذہبی تفاخر، اقتدار اور غلبے کی یہ روایات تب سے چلی آ رہی ہیں، جب مشرق وسطیٰ میں اسرائیل ایک چھوٹا سا قبیلہ تھا، انہوں نے اپنی مذہبی روایات اور تعلیمات کو اپنے ذہنوں میں اس طرح ڈھال لیا جس سے یہ ثابت ہوا کہ یہودی پروردگار عالم کی منتخب قوم ہیں۔ انہیں دنیا پر حکومت کرنے کا فرض ودیعت کیا گیا ہے۔ یہ روایت بائیبل میں اس طرح درج ہے:

''اور بادشاہ تم میں سے ہوں گے اور رُوئے زمین پر جہاں بھی اولاد آدم کے قدم پہنچیں گے، تم وہاں حکمراں ہوگے، میں تمہارے نطفے کو آسمانوں تلے ساری دھرتی بخش دوں گا اور وہ تمام اقوام پر اس طرح حکومت کریں گے، جیسے وہ چاہیں گے اور بالآخر تمام دھرتی پر ان کا قبضہ ہو جائے گا اور وہ ہمیشہ کے لیے ان کی وراثت بن جائے گی۔''(۲۵)

چناں چہ یہودیوں نے اپنی نسلی، مذہبی، قومی برتری کے تصور اور روایات کو عملی شکل دینے کے لیے اس کا آغاز فلسطین کے باسی فلسطینیوں سے کیا، کیوں کہ وہ برسوں سے ہر روز بیدار ہو کر پہلی خواہش دعا کی صورت یہی کرتے تھے کہ ''اگلا برس یروشلم میں گزرے۔''

اور جب تمام تر سازشوں، مکر و فریب پر مبنی تدبیروں اور مکاریوں کو بروئے کار لا کر ۱۹۴۸ء میں وہ ارضِ فلسطین پر اسرائیل کا خنجر

گاڑنے میں کامیاب ہوئے تو انہوں نے فلسطین کے حقیقی وارثوں اور اصل باسیوں، فلسطینیوں پر ان کی ہی زمین تنگ کرنا شروع کردی، اس پر یہودیوں کی توجیہ یہ تھی کہ یہ زمین خدا نے انہیں بخشی تھی، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل جب مصر سے اپنے ابتدائی ورود کے دوران یہاں پہنچے تو اس کے اصل باسی اہلِ فلسطین یہاں عرصۂ دراز سے موجود تھے۔

چناں چہ معروف برطانوی مورخ ٹائن بی ارضِ فلسطین پر یہودیوں کے دعوے کو مضحکہ خیز اور احمقانہ قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''اٹھارہ سو برس کے بعد یہ بات ہرگز نہیں کہی جاسکتی کہ فلسطین یہود کا وطن ہے، ورنہ ریاست ہائے متحدہ امریکا ریڈ انڈینوں کا ملک ہے، اگر ایسی بات ہوتی تو برطانیہ اور دوسرے کئی ممالک کی صورت حال بالکل بدل جائے گی۔ میرے خیال میں فلسطین پر یہودیوں کا بجزو اس کے کوئی حق نہیں کہ وہ وہاں جائیدادیں خرید سکتے ہیں، انہیں وہاں ریاست قائم کرنے کا کوئی حق نہیں، یہ بے حد بدنصیبی کی بات ہے کہ وہاں مذہب کی بنیاد پر ایک (یہودی) ریاست قائم کردی گئی ہے۔'' (۲۶)

برطانیہ کی کروائی گئی ۱۹۲۲ء کی مردم شماری کے مطابق یہودی وہاں کی آبادی کا محض دس فی صد تھے اور اسرائیل کے قیام سے صرف ایک سال قبل کی مردم شماری کے مطابق بعد میں اسرائیل کا نام دیے جانے والے علاقے میں یہودیوں کی تعداد تقریباً نصف تھی اور فلسطینیوں کی ۹۳ فی صد زمین عرب فلسطینیوں کے پاس تھی، مگر بعد میں صہیونیوں کی کثیر نقل مکانی کے نتیجے میں ہتھیاروں کے بل بوتے پر دہشت اور دھونس دھمکی کے ذریعے فلسطینیوں کو نکال کر ان کی جائیداد پر ناجائز قبضے کا عمل شروع ہوا۔

ایک رپورٹ کے مطابق ۱۹۴۸ء سے پہلے اسرائیل کی مقبوضہ سرزمین پر آٹھ لاکھ عرب مسلمان آباد تھے، جن میں سے بعد ازاں اسرائیلی ظلم وستم اور جارحیت کے نتیجے میں بچ رہنے والوں کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار رہ گئی اور چھ لاکھ تیس ہزار فلسطینی دیگر عرب ممالک میں ہجرت پر مجبور ہوئے۔ انہیں اپنے گھروں سے جبری بے دخل کیا گیا، جہاں فلسطینیوں کے آباء واجداد ہزار ہا برس سے مقیم تھے، اسرائیل نے ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۷ء، ۱۹۷۳ء کی جنگوں اور بعد ازاں ۱۹۸۲ء میں لبنان پر چڑھائی کرکے اپنی سرحدوں کو وسیع تر کیا۔ (۲۷)

جنگ عظیم اوّل کے اختتام پر عربوں، صہیونیوں، برطانیہ اور فرانس کے متضاد دعوؤں پر کوئی بھی مفاہمت نہ کرسکا۔ بالآخر ۱۹۱۹ء میں وڈرو ولسن اور اس کے جمہوریت کے دیوانے امریکیوں نے خلافتِ عثمانیہ کے سابق عرب صوبوں میں ''کنگ کرین کمیشن'' روانہ کیا، تاکہ ان صوبوں کے حقیقی باشندوں سے بعد از جنگ تصفیے کی خاطر معاملے کے لیے ان کی خواہشات معلوم کی جاسکیں۔ اس کمیشن نے مختلف جائزوں کے بعد ایک رپورٹ پیش کی، جس میں کہا گیا تھا کہ:

☆...... فلسطین کے ۹۰ فی صد باشندے غیر یہودی ہیں اور وہ فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام کے مخالف ہیں۔

☆...... اس کے باوجود اگر فلسطین ان کے حوالے کیا گیا تو صہیونیوں کی خواہش ہے کہ وہ ارضِ فلسطین سے تمام غیر یہودیوں (یعنی عربوں) کو نکال کر باہر کردیں گے۔

☆...... فلسطین میں اسرائیلی ریاست کے قیام سے فلسطینیوں کے حق خود مختاری کی خلاف ورزی ہوگی۔

☆.....کمیشن نے سفارش کی کہ:

صہیونی، فلسطینی باشندوں کی خواہشوں کا احترام کریں اور یہودی ریاست کے قیام کے لیے کوئی اور سرزمین تلاش کریں۔

امریکہ کے نامور مصنف رون ڈیوڈ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عام طور پر یہودی اپنے ملک کی جو تاریخ بیان کرتے ہیں، اس میں وہ ''کنگ کرین کمیشن'' کا ذکر ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں تو اس کی اہمیت کو کم کر کے بیان کرتے ہیں، میرے خیال میں جمہوریت کے علمبرداروں کو ضرور سوچنا چاہیے کہ ''کنگ کرین کمیشن'' کی رپورٹ ایک بڑا واقعہ تھی، یہ رپورٹ بہت سے غلط واقعات کے خلاف ایک واضح ثبوت تھی یعنی! صہیونیوں کو معلوم تھا کہ وہ لوگوں کی خواہشات کے برخلاف کام کر رہے ہیں، انہوں نے جان بوجھ کر جمہوریت کو سبوتاژ کیا، وہ مزید لکھتا ہے:

''فلسطینی آج جس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں، امریکہ نے کل اس کے جائز ہونے کی تصدیق کی تھی۔''(۲۸)

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ یہودی اپنی مذہبی روایات، نسلی تفاخر، مذہبی تعصب، انتہا پسندی، بدترین جارحیت اور فلسطین پر غاصبانہ قبضے اور اپنے مذموم عزائم کی بدولت فلسطینی مسلمانوں پر بدترین مظالم ڈھا رہے ہیں، وہ عہد نامۂ قدیم اور ''تالمود'' میں موجود بدترین نسلی اور مذہبی تعصب پر مبنی روایات اور تعلیمات کو عالمی مذاہب میں صرف اور صرف اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔

عرب مصنف ڈاکٹر محسن محمد صالح اپنی کتاب ''تاریخ فلسطین'' میں یہودیوں کی ارض فلسطین پر غاصبانہ قبضے کی تاریخ۔ صہیونیوں کے فلسطینی مسلمانوں پر بدترین مظالم، خطے میں یہودیوں کے جارحانہ اور توسیع پسندانہ عزائم کا جائزہ لے کر ۱۸۸۱ء سے ۲۰۰۲ء تک عہد بعہد تاریخ کے مختلف ادوار میں متعلقہ موضوع پر انتہائی مفید معلومات فراہم کی ہیں۔(۲۹)

ان کی جارحیت، نسلی تعصب، مذہبی جنون اور غارت گری کا شکار نصف صدی سے زیادہ عرصے سے صرف اور صرف مسلمان ہیں، طرفہ تماشا یہ کہ تہذیبی اقدار، احترامِ انسانیت، بنیادی انسانی حقوق، عالمی امن، انسان دوستی اور عالمی ضمیر کے نام نہاد ترجمان اور اخلاقی اور قانونی قدروں کے نام نہاد امین اس پر نہ صرف خاموش بلکہ اسرائیلی جارحیت کے معاون، مددگار اور اس کے وکیل کے طور پر سامنے آتے ہیں، آج خود ساختہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ کی توپوں کا رخ بھی صرف اور صرف مسلمانوں کی طرف ہے۔ مسلمان اپنے ہی ممالک میں عالمی اور صہیونی جارحیت کا شکار نظر آتے ہیں۔ ایسے میں امن کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

مسلمانوں پر بدترین اسرائیلی مظالم، جارحیت، سفاکی و درندگی، شدید تعصب و تنگ نظری، بہیمانہ سلوک کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ تاریخی حقیقت پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ اسلام اور مسلم حکمرانوں نے تاریخ کے ہر دور میں عدل، مساوات، رواداری، انسان دوستی، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور مذہبی رواداری پر مبنی اسلامی روایات اور تعلیمات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا۔ تاریخی حقائق اس پر گواہ ہیں۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں بالخصوص عہدِ نبویؐ، عہدِ خلافت راشدہ، دورِ اموی، عہدِ عباسی اور بعد کے ادوار میں ''یہودیوں'' کو جو مذہبی آزادی حاصل رہی، مسلم حکمرانوں نے ان کے ساتھ جو مثالی سلوک روا رکھا، انہیں جس طرح مذہبی، معاشرتی اور قانونی تحفظ فراہم

کیا گیا، جس طرح رواداری برتی گئی، وہ ایک روشن مثال ہے، چناں چہ عالمی شہرت یافتہ برطانوی مورخ کیرن آرمسٹرانگ (Karren Armstrong) اپنی کتاب "The Battle for God" میں اعترافِ حقیقت کے طور پر رقم طراز ہے:

''اسلامی دنیا میں یہودیوں کو محدود نہیں رکھا گیا، بلکہ انہیں عیسائیوں کی طرح ''ذمیوں'' کا درجہ حاصل تھا، جس سے انہیں شہری اور عسکری تحفظ مل گیا تھا، مسلمانوں نے یہودیوں پر ظلم وستم نہیں ڈھائے'' اسلامی دنیا میں سامیت دشمنی کی کوئی روایت نہیں ملتی، اگر چہ ذمی دوسرے درجے کے شہری تھے، تاہم انہیں مکمل آزادی حاصل تھی۔ وہ اپنے معاملات اپنے قوانین کے مطابق طے کر سکتے تھے اور مرکزی دھارے کے کلچر اور تجارت میں شمولیت کے لیے یورپ کے یہودیوں سے کہیں زیادہ آزاد تھے۔''(۳۰)

مغربی مصنف وکٹر ای مارسڈن (Victor E- Marsden) "World Conquest Through World Government the Protocols of the Learned Elders of Zion" میں لکھتا ہے: ''(عہدِ نبویؐ اور بعد از اں خلافتِ راشدہ میں) یہود کو ان کی بداعمالیوں کے سبب سرزمین عرب سے خارج کرنا تو ناگزیر ہو چکا تھا، تاہم مسلمان ان سے اہل کتاب ہونے اور ذمی ہونے کی بناء پر حسنِ سلوک ہی کا مظاہرہ کرتے رہے، چناں چہ جہاں تک اسلامی سلطنت پھیلتی گئی، وہ بھی آگے بڑھتے رہے۔ عربوں نے انہیں مصر، فلسطین، شام اور ایران کہیں سے بھی بے دخل نہ کیا، وہ بے خوف ہو کر کھیتی باڑی اور تجارت کرتے رہے، ان کے اسقفِ اعظم بابل، آرمینیا، ترکستان، ایران اور یمن میں اپنے اپنے علاقوں کے یہود کے لیے شہزادوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ ہسپانیہ میں مسلمانوں کا زریں دور یہود کا بھی زریں دور تھا، ان کی مذہبی، سماجی اور اقتصادی سرگرمیوں پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی، ظہورِ اسلام سے قبل کے ہسپانوی حکمرانوں نے ان کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں کے باعث انہیں اس قدر کچل دیا تھا کہ انہیں ایک صدی تک سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکی، لیکن مسلمانوں نے ایک بار پھر انہیں باعزت زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا۔''(۳۱)

مغربی مصنف رون ڈیوڈ اپنی کتاب ''قومیں جو دھوکہ دیتی ہیں'' میں لکھتے ہیں: ''عربوں کے سنہری دور کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے پرورش کی، ایک یہودی سنہرے دور کی۔'' یعنی اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں مسلم حکمرانوں نے یہودیوں کو مذہبی آزادی فراہم کی، عربوں کے روادارانہ رویے کی بناء پر یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ یہودیوں کے لیے ایک سنہری دور تھا، جس میں بلا تفریق مذہب انہیں مکمل مذہبی اور معاشرتی آزادی حاصل تھی۔(۳۲)

رون ڈیوڈ مزید لکھتا ہے: ''عثمانی خلافت میں عیسائیوں اور یہودیوں کو مذہبی آزادی دی گئی، مسلمانوں کی ''جیو اور جینے دو'' کی یہ خوب صورت پالیسی اس دور کی متعصب عیسائی حکومتوں کی پالیسی کے بالکل برعکس تھی۔''(۳۳)

رون ڈیوڈ مزید لکھتے ہیں: ''کسی بھی عیسائی ملک کی نسبت مسلم ممالک میں یہودیوں کے ساتھ عمدہ سلوک کیا جاتا تھا۔''(۳۴)

تاریخ کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ پندرہویں صدی عیسوی سے قبل دنیا کے اکثر یہودی مسلم دنیا خاص طور پر اندلس میں رہتے تھے، انہیں مشرقی یہودی (Estern Jews) یا سفاروم (Sephardim) کہا جاتا تھا، سولہویں صدی عیسوی تک مسلم دنیا میں آباد یہودیوں کی تعداد دنیا بھر میں آباد یہودیوں کے مقابلے میں ایک غالب یہودی اکثریت تھی۔''(۳۵) (اس سے یہودیوں کے ساتھ

مسلمانوں کی فراخ دلی اور مذہبی رواداری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔)

ٹی ڈبلیو آرنلڈ (T.W.Arnold) اپنی شہرۂ آفاق کتاب "The Preaching of Islam" میں اعترافِ حقیقت کے طور پر لکھتے ہیں: ''عیسائی پادری اپنے اقتدار سے فائدہ اٹھا کر یہودیوں پر ظلم وستم کرتے تھے، جو لوگ اصطباغ لینے سے انکار کرتے تھے، ان کے خلاف وحشیانہ قسم کے سخت مظالم کے احکام جاری کرتے تھے، ان سختیوں (اور امتیازی رویے) کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب عربوں نے اندلس پر چڑھائی کی تو یہودیوں نے حملہ آوروں کو نجات دہندہ جان کر ان کا خیر مقدم کیا، جن شہروں کو عرب فتح کر چکے تھے، ان کی حفاظت کے لیے سپاہ کا کام دیا اور جن شہروں کا مسلمان محاصرہ کیے ہوئے تھے، ان کے دروازے کھول دیے۔''(۳۶)

ٹی ڈبلیو آرنلڈ کے اس بیان سے مسلمانوں کی یہودیوں سے فراخ دلی اور رواداری کا بخوبی پتا چلتا ہے۔ موصوف نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب میں جو اسلام کی دعوتی اور تبلیغی تحریک کی ایک مکمل تاریخ ہے، ایسی بے شمار شہادتیں پیش کی ہیں۔

ڈاکٹر مبارک علی لکھتے ہیں:

> ''یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یہودی غزوۂ خیبر میں بدترین ہزیمت، اپنی ریاست کے خاتمے اور جزیرۂ عرب سے اخراج کے بعد مشرق ومغرب کے مختلف خطوں پر اقلیت کی حالت میں رہے، بعد ازاں مسلم حکمرانوں نے یہودی علماء کی قدر کی۔ ان کے ساتھ مذہبی رواداری کا سلوک کیا، یہی وجہ ہے کہ جب اندلس پر عیسائیوں نے قبضہ کیا تو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ یہودیوں کو بھی وہاں سے بے دخل کر دیا، عیسائی دنیا میں ہمیشہ یہودیوں کے ساتھ امتیازی برتاؤ کیا گیا۔ انہیں معاشرے سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا گیا۔ ان کے رہنے کے لیے شہروں سے باہر علیحدہ محلے (Ghetoes) مقرر کر دیے گئے، جہاں وہ زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔(۳۷) جب کہ اس کے برخلاف مسلم معاشرے میں وہ مکمل مذہبی آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے میں پوری طرح آزاد تھے۔

(حواشی وحوالہ جات)

(۱)البقرہ/۴۱
(۲)البقرہ/۶۱
(۳) آلِ عمران/۲۱
(۴)البروج/ ۴تا۸
(۵)تفصیل کے لیے دیکھئے،Encyclopedia of Jews Religion, 1965
(۶)البقرہ/ ۸۵
(۷)المائدہ/ ۱۸
(۸)البقرہ/ ۸۰
(۹)بحوالہ:عبداللہ التل/خطر الیھودیۃ العالمیۃ علی الاسلام والمسیحیۃ،ترجمہ یہودی خباثتیں،مترجم/سید سلمان حسینی ندوی،کراچی،مجلس نشریات اسلام ۲۰۰۶ء،ص۹
(۱۰۔الف)ایضاً محولہ بالاص ۱۰
(۱۰۔ب)ایضاً حوالہ سابقہ ص ۱۰
(۱۱)حوالہ سابقہ ص ۱۰
(۱۲)ایضاً محولہ بالاص ۱۱
(۱۳)ایضاً ص ۱۱
(۱۴)حوالہ سابقہ ص ۱۱
(۱۵)تفصیل کے لیے دیکھئے:Encyclopedia of Religion and Ethics, New York, 1931
(۱۶)سموئیل اوّل ۱۵:۳
(۱۷)استثناء ۷:۲۱ ۳،بحوالہ:غلام رسول چوہدری/ مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ،لاہور،علمی کتب خانہ،۱۹۹۸ء،ص ۳۹۴
(۱۸)دیکھیے:Arnold Leese/ Jewish Ratual Murder, London, 1948)
(۱۹)بحوالہ: وکٹرای مارسڈن/ یہودی پروٹوکولز،مترجم:محمد یحییٰ خان،لاہور،نگارشات،۲۰۰۷ء،ص ۱۸۳
(۲۰)بحوالہ: یہودی پروٹوکولز،ص۱۲۹

(۲۱) William Grimstad Antizion / اردو ترجمہ: آئینۂ صہیونیت، مترجم، منیر احمد جوئیہ، لاہور، یو پبلشرز، ۲۰۱۰ء

(۲۲) دیکھیے: The Talmud Unmasked, Karachi, National Academy of Islamic Research. p:: 77-79، مذکورہ کتاب کا انگریزی سے اردو ترجمہ ہمارے رفیق محترم رضی الدین سیّد نے کیا، جو نیشنل اکیڈمی آف اسلامک ریسرچ کراچی سے شائع ہو چکا ہے

(۲۳) بحوالہ: آئینۂ صہیونیت ص ۲۳۵

(۲۴) بحوالہ: مجاہد مرزا، ڈاکٹر/ یہودیوں کا نسلی تفاخر، کراچی، بک ہوم ۲۰۰۶ء، ص ۸

(۲۵) ایضاً ص ۱۱۵

(۲۶) بحوالہ: وکٹر ای مارسڈن/ یہودی پروٹوکولز، ص ۱۱۰

(۲۷) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر مجاہد مرزا/ یہودیوں کا نسلی تفاخر، ص ۱۱۴

(۲۸) رون ڈیوڈ/ قومیں جو دھوکہ دیتی ہیں، مترجم: رضی الدین سید، کراچی، راحیل پبلی کیشنز، ص ۶۰ ـ ۶۱

(۲۹) دیکھیے: محسن محمد صالح، ڈاکٹر/ تاریخ فلسطین، لاہور، مترجم، فیض احمد شہابی، لاہور، ادارہ معارفِ اسلامی، ۲۰۰۸ء، ص ۳۱۴ـ۳۲۸

(۳۰) Karren/ Armstrong/ The Battle for God ترجمہ: خدا کے لیے جنگ، مترجم، محمد احسن بٹ، لاہور، نگارشات، ۲۰۰۶ء، ص ۵۶

(۳۱) وکٹر ای مارسڈن/ یہودی پروٹوکولز، ص ۶۰ ـ ۶۱

(۳۲) رون ڈیوڈ/ قومیں جو دھوکہ دیتی ہیں، ص ۳۶

(۳۳) ایضاً ص ۴۸

(۳۴) ایضاً ص ۵۵

(۳۵) (بحوالہ، ڈاکٹر محسن محمد صالح/ تاریخ فلسطین، ص ۱۵۰)

(۳۶) The Preaching of Islam/T.W.Arnold ـ دعوت اسلام، مترجم: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، مطبوعہ محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب

(۳۷) مبارک علی، ڈاکٹر/ تاریخ اور مذہبی تحریکیں، لاہور فکشن ہاؤس، ص ۸۹

☆☆☆☆☆☆☆☆☆